یادِ رفتگان

عبدالرحمٰن صاحب عاجز مالیر کوٹلوی

آہ! مولانا عبدالمجید اصلاحی مکیؒ

دو دفعہ ناچیز کو سعودی عرب جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک مرتبہ بہ سلسلہ عمرہ دوسری دفعہ بہ سلسلہ حج اور دونوں دفعہ مجھے بندۂ مومن، علم و حکمت کے طالب کتاب و سنت کے داعی، متوکل علی اللہ سنت کے حامل اور اسلامی اخلاق کے نمونہ فاضل نوجوان حضرت مولانا عبدالمجید اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ سے قریب سے رابطہ رہا۔ دوسری بار تو پورا عرصہ ان کے ہاں قیام رہا، اس عرصہ میں انہوں نے رسک لے کر جس طرح ہمارے قیام کی ذمہ داریوں کو نبھایا وہ ان کی عالی ظرفی اور کریمانہ اخلاق کا بہترین نمونہ ہے، انہی دنوں میں ان کے بال بچوں کے علاوہ ان کی والدہ محترمہ اور بھائی محترم جناب عبدالرشید صاحب بھی ان کے ہاں فروکش تھے حج کا دور تھا آنے جانے والوں کا وہاں الگ تانتا بندھا رہتا تھا۔ لیکن ان بوجھل دنوں میں جس طرح انہوں نے ہمیں پھولوں کی طرح رکھا، والدین کی طرح ہماری خدمت کی، اور ایام کے نقل و حمل اور قیام و طعام کے جتنے مصارف تھے خود برداشت کیے، اس کے باوجود واپسی پر جب ہم نے شکریہ کیلئے عریضہ لکھا تو جواباً اس سلسلہ میں پھر بھی انہوں نے اپنی تقصیر کا اظہار کیا۔ اللہ اکبر! اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہی اس کو اس کا اچھا بدلہ دے آمین۔

جب ان کی زندگی کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کے ہوش کا پورا پیریڈ طلب علم میں صرف ہوا، علم میں رسوخ اور کامل دستگاہ کے باوجود ان میں تعلّی اور شوخی نے راہ نہیں پائی تھی انکساری، فروتنی اور مومنانہ منکسر المزاجی ان کے انگ انگ سے ٹپکتی تھی، ان کی زندگی اسلاف کا نمونہ تھی، اور اتنی کم سنی میں علمی نوادرات کی فراہمی اور کتب شناسی کا انہوں نے جو ذوق پایا تھا۔ اس کی مثال کم ملتی ہے۔ اس وقت

ان کی جو ذاتی لائبریری ہے وہ اتنی بڑی ہے کہ اس عمر کے علماء میں شاید ہی دیکھنے میں آئے۔ آج کل موصوف امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نظریۂ اقتصادیات پر مقالہ لکھ رہے تھے۔ مگر اسے تکمیل کو پہنچانے کی نوبت ہی نہ آئی تھی کہ خدا نے ان کو بلا لیا آہ! ع حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

ان کے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں اور ان کی جوانسال، نیک سیرت اور اہل علم اہلیہ کی بیوگی کا جب تصور آتا ہے۔ تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کاش! سعودی حکومت اپنے ہونہار طالب علم کے چھوٹے ہوئے مسائل سے دلچسپی لیتی، ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی اہلیہ کی کفالت کی ذمہ داری اپنے سر لیتی۔ ان کی یہ ذرہ نوازی انشاء اللہ عند اللہ اجر و ثواب کی موجب ہوگی

عزیز زبیدی

جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے قابل رشک ہونہار طالب علم مولانا عبدالمجید اصلاحی (غفر اللہ لہٗ) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان اپنی ہی کار کے نیچے آکر فوت ہو گئے۔

بروز اتوار ۲۴، فروری ۸۵ئہ کو میرے بڑے صاحبزادے عبیدالرحمٰن مکہ مکرمہ سے ہمیں فون پر اطلاع دیتے ہیں کہ کل گزشتہ ۲۳، فروری کو عبدالمجید اصلاحی صاحب مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ واپس آتے ہوئے راستے میں رابغ کے قریب اپنی ہی کار کے حادثے میں وفات پا گئے۔ وہ اپنی کار خود چلا رہے تھے۔ کار میں ان کی اہلیہ اور تین معصوم بچے سوار تھے۔ جب وہ رابغ (مکہ مکرمہ سے تقریباً ۲۴۵ کلومیٹر) پہنچے تو کار کا اگلا ٹائر پھٹ گیا اور کار الٹ گئی اس اثنا میں کار کی اگلی کھڑکی کھل گئی اور وہ اچھل کر کار سے باہر آگرے اور کار کے نیچے آگئے۔ اور اسی جگہ جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔ بچوں کو معمولی خراشیں آئیں۔ اُن کی اہلیہ کا بازو شدید زخمی ہو گیا۔ اس کے بعد ان کی اہلیہ کو ہسپتال میں داخل کر دیا۔ اور بچوں کو وہ اپنے گھر لے گئے۔ اس کے بعد ہر روز عزیزی عبیدالرحمٰن فون کے ذریعہ بچوں اور ان کی اہلیہ کے حالات سے آگاہ کرتے رہے اور پوچھتے رہے کہ اصلاحی صاحب کی نعش پاکستان بھیج دی جائے۔ یا مکہ مکرمہ ہی دفن کر دی جائے۔ یہاں ان کے والدین

نے صلاح و مشورہ کے بعد طے کیا کہ انہیں وہیں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ ۲۷ فروری بروز بدھ نماز مغرب کے بعد حرم شریف میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور جنت المعلا میں انہیں دفن کر دیا گیا۔ مدینہ منورہ سے ۲۶ فروری ۸۵ء کو مولانا عبد الاعلیٰ بن حمّاد متعلم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ مجھے خط لکھتے ہیں۔

برادرِ مکرم عبد المجید صاحب اصلاحی کی المناک خبر تو آپ کو مل چکی ہوگی۔ وہ منگل ۱۹ فروری کو زیارتِ مدینہ کے لیے بچوں سمیت آئے تھے۔ ۲۰ ر کو مسجد نبوی میں ملاقات ہوئی اور اگلے دن بچوں سمیت ملاقات طے ہوئی لیکن بچوں کو لے کر جرف گیا۔ وہ میرا انتظار کر کے شیخ عبد القادر سندھی کے ہاں جا چکے تھے۔ میں ان کے گھر پہنچا تو بچوں سے ملاقات ہوگئی۔ مگر اصلاحی صاحب حرم جا چکے تھے۔ اسی شام مجھے مکہ مکرمہ عمرہ کے لیے جانا تھا۔ اتفاق ہوا کہ مکہ مکرمہ ہی ان سے تفصیلی ملاقات ہوگئی۔

میں اہلیہ سمیت رات بارہ بجے مکہ مکرمہ چلا گیا۔ ہفتہ کو ان کا انتظار تھا کہ اتوار مولانا صدیق الحسن صاحب نے یہ خبر سنا کر بے خود کر دیا۔ ان کی اس اچانک موت نے بہت زیادہ نڈھال کر دیا۔ وہ رابغ کے قریب تھے کہ گاڑی کا ٹائر پھٹ گیا اور گاڑی الٹ گئی وہ خود تو موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ بڑی بچی کو معمولی سی چوٹ آئی اور اہلیہ کا بازو زخمی ہو گیا۔ امید ہے جلد ہی اللہ اس مسکینہ کو شفا دے گا۔

جس کی دنیا بظاہر یکدم اندھیر ہو گئی۔ ان پھول ایسے معصوم بچوں کی یتیمی پر بہت ہی ترس آیا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ اتنا قیمتی نوجوان یوں ضائع ہو جائے۔ تو دل خون کے آنسو کیوں نہ روئے۔ اس خبر نے حد درجہ نڈھال کیا۔ اتوار رات بارہ بجے ہم مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ بھائی عبید الرحمٰن رابغ گئے تھے۔ اس کے بعد پتہ نہیں نعش کب ملی اور جنازہ کب ہوا بس دل بہت اداس ہے، یہ سطور بھی لکھنے پر جی آمادہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایسی اچانک موت سے بچائے اب اجازت دیجئے خیالات ساتھ نہیں دے رہے۔

والسلام

آپ کا عبد الاعلیٰ ۲۶ فروری ۸۵ء

عزیزی عبد المجید اصلاحی خوبصورت اور خوب سیرت نوجوان تھے۔ خُلقِ حمیدہ سے متصف اور نطقِ سنجیدہ سے بہرہ ور تھے۔ اللہ تعالےٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور اللہ جل جلالہ نے

انہیں یہ فضیلت عطا فرمائی تھی کہ نہ ان کا کوئی کام فضول تھا اور نہ کلام۔ یہ ان کی خوش نصیبی تھی کہ وہ ایسی فضا میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ دنیا بھر کے ممتاز ترین علماء و فضلاء کا ان کے اردگرد اجتماع رہتا۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم
اکناف و اطرافِ عالم سے آئے ہوئے آلاف نفوس کے جم غفیر کے درمیان جب وہ اپنے صاف چہرے۔ شفاف لباس کے ساتھ مطاف میں بیت اللہ کے گرد محوِ طواف ہوتے، تو کتنے بھلے معلوم ہوتے۔ اور جب غلافِ کعبہ تھام کر رب کعبہ کے حضور چپکے چپکے اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتے۔ تو ان کی حالت قابلِ رحم ہو جاتی، دو سال قبل مکہ مکرمہ میں عمرہ کے لیے گیا اور وہاں میرا دو ماہ قیام رہا۔ میں نے وہاں انہیں قریب سے دیکھا۔ یہ میرے داماد ڈاکٹر شبیر احمد سلمہ کے بہنوئی تھے۔ اس لحاظ سے اقرباء میں سے تھے۔ اور پھر جامع ام القریٰ مکہ مکرمہ میں زیرِ تعلیم تھے۔ جامعہ مذکورہ کی لائبریری کی انتظامیہ میں میرے بڑے لڑکے عبید الرحمٰن سلمہ بھی شامل ہیں۔ اور ان کے چھوٹے بھائی ثناء الرحمٰن بھی اسی لائبریری کے شعبۂ تجلید میں ملازم ہیں لہٰذا اصلاحی صاحب سے تقریباً ہر روز ملاقات ہوتی رہتی۔ اصلاحی صاحب میں دوسرے نیک خصائل کے ساتھ ایثار، تعاون، ہمدردی کا بھی بے پناہ جذبہ تھا۔

؎ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھی مرنے والے میں

۱۔ آپ کا نام عبدالمجید اصلاحی (ولد چوہدری عبدالرحیم ساکن حاجی آباد فیصل آباد) پیدائش ۵ اپریل ۱۹۵۲ء مقام پیدائش اوکاڑہ ابتدائی تعلیم مڈل تک نشاط مڈل سکول فیصل آباد سے اور مڈل میں وظیفہ حاصل کیا۔

۲۔ میٹرک اسلامیہ ہائی سکول گھٹی سے اور وظیفہ حاصل کیا۔

۳۔ میٹرک کے بعد ایم ایس سی تک ہائی تعلیم زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے اور دورانِ تعلیم ۱۹۷۵ء میں پانچویں کلاس میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ جس کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۰ء تعلیم حاصل کی ۱۹۷۹ء میں شادی ہوگئی۔ ۱۹۸۰ء تا اب تک مکہ یونیورسٹی (جامعہ امّ القریٰ) سے ایم اے اقتصادیات کیا، اور اب حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے معاشی نظریے پہ کتاب لکھ رہے تھے۔ جو کہ تکمیل کے مرحلے میں تھی۔ نظرِ ثانی ہو رہی تھی۔ ایک ماہ کے بعد فارغ ہونے والے تھے۔ اور مکہ یونیورسٹی (جامعہ ام القریٰ)

میں مزید تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ارادہ غالب آگیا۔ اور تمام پروگرام تشنۂ تکمیل رہ گئے۔ واللہ غالب علےٰ امرہٖ ۔

مہلتِ زیست اختتام ہوئی ۔ زندگانی کہاں تمام ہوئی ۔

پسماندگان میں بیوی، دو بچیاں ۔ ۳ سال ، ۲ سال ، ایک بچہ ۷ ماہ

موت اچانک بھی آجاتی ہے ۔

ہر لمحہ عمر کم ہو رہی ہے اور اعمال تحریر ہو رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ جب اپنے دوستوں میں بیٹھتے تو فرمایا کرتے کہ دوستو! تم گردشِ لیل و نہار کی زد میں ہو ہر لحظہ تمہارے لمحات زندگی تمہیں زندگی سے دور اور موت سے قریب لا رہے ہیں۔ تمہارے اعمال (اللہ تعالےٰ کے پاس تمہارے اعمال ناموں میں) محفوظ ہو رہے ہیں۔ اور موت کبھی اچانک بھی آجاتی ہے۔ جو شخص نیکی کا کاشت کرتا ہے۔ امید ہے کہ اس کا دامن خوشۂ مسرت سے بھر جائے گا۔ اور جو شخص برائی بوتا ہے۔ تو یقیناً اسے ندامت کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہر بونے والے کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے بویا یعنی جیسا بوئے گا ویسا کاٹے گا۔ (موت کے سائے بحوالہ الزہد لابن حنبل ص ۱۶۱)

نیکی کی علامت موت کی یاد ہے :- حضرت سعد بن الساعدی رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص فوت ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی تعریف کرنے لگ گئے اور اس کی عبادت کا تذکرہ کرنے لگ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ باتیں خاموشی سے سن رہے تھے جب وہ آپس میں بات چیت کرکے چپ ہو رہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھل کان یکثر ذکر الموت؟ کیا وہ موت کا ذکر کثرت سے کرتا تھا؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ ترکِ خواہشاتِ کثیرہ پر بھی عمل پیرا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارا ساتھی اس مقام پہ فائز نہیں جس پر تمہارا خیال ہے (الترغیب ۴/۲۳۹) اس حدیث سے معلوم ہوا نیکی کی علامت بکثرت ذکر موت اور زیادہ خواہشات کی تکمیل سے اجتناب ہے۔

ایک دوسری حدیث اکثروا ذکر ھاذم اللذات یعنی الموت (ترمذی) لذتوں کو توڑنے والی موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو، کا بھی یہی مفہوم ہے جس قدر جسے ، یاد

ہوگی۔ اس قدر اس کی خواہشات کم ہوں گی، جب خواہشات کم ہوں گی تو راحت و آرام میں اضافہ ہوگا۔ جب راحت و آرام میں فراوانی ہوگی تو زندگی کس قدر خوشگوار ہوگی؟ یہ نسخہ کس درجہ مفید، کس قدر آسان اور کتنا مختصر ہے؟ کیوں نہ ہو حکیم الحکماء روحانی و جسمانی عظیم معالج، اشرف المخلوق، حبیب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے نکلا ہوا ہے۔ کاش کوئی اسے استعمال کرے، اور پھر اس کے منافع ملاحظہ کرے۔ موت کی یاد غیر ضروری خواہشات کو نیست و نابود کر دیتی ہے موت کی یاد انسان کو بے ضرر فرشتہ صفت بنا دیتی ہے، جسے موت یاد ہے وہ کسی کا حق کیا دبائے گا اپنا حق وصول کرنا بھی بھول جاتا ہے۔ موت آنکھ جھپکنے سے پہلے آسکتی ہے۔ لقمہ منہ میں ہو یا پانی کا گلاس ہونٹوں تک پہنچ جائے قبل اس کے کہ وہ حلق سے پار ہو موت ممکن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَاطَرَفَتْ عَیْنَایَ اِلَّا ظَنَنْتُ شَفْتَیَّ لَا یَلْتَقِیَانِ حَتّٰی یَقْبِضَ اللّٰہُ رُوْحِیْ وَلَا رَفَعْتُ قَدَحًا اِلٰی فِیَّ فَظَنَنْتُ اَنِّیْ وَاضِعُہٗ حَتّٰی اُقْبَضَ وَلَا لَقَمْتُ لُقْمَۃً اِلَّا ظَنَنْتُ اَنِّیْ لَا اُسِیْغُہَا حَتّٰی اُغَصَّ بِہَا مِنَ الْمَوْتِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ط (الترغیب ج ۴ ص ۲۴۲ حلیۃ الاولیاء)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں سمجھتا ہوں کہ میری دونوں پلکیں جھپکنے اور دونوں ہونٹ آپس میں ملنے سے پہلے اللہ تعالےٰ میری روح قبض کر سکتا ہے اور ابھی پیالہ منہ تک پہنچا ہو (پانی پینے کے لیے) اور واپس زمین پر نہ رکھا ہو کہ میری روح قبض ہو سکتی ہے اور میں نے لقمہ منہ میں ڈالا ہوا ابھی وہ حلق سے نیچے نہ اترا ہو کہ موت آجائے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم سے جو (قیامت کا) وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا اور تم بھاگ نہیں سکتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا عقلمند کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہے، اور اس کے لیے تیاری کرتا ہے (الترغیب)

کہیں موت اچانک نہ آجائے۔ برائی سے توبہ اور اعمالِ صالحہ کی بجاآوری میں تاخیر نہ کرو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرُوا التَّسْوِیْفَ فَاِنَّ الْمَوْتَ یَاْتِیْ بَغْتَۃً وَّلَا یَغْتَرَّنَّ اَحَدُکُمْ بِحِلْمِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ (الترغیب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توبہ میں تاخیر نہ کرو۔ اس لیے کہ بعض مرتبہ موت اچانک آجاتی ہے اور کوئی شخص اللہ تعالےٰ کی

بربادی پر مغرور نہ ہو (اللہ کی پکڑ بھی بڑی سخت ہے) لہٰذا اس کی معصیت کی جرأت نہ کرے

ے عاجز کہیں آ جائے نہ وہ وقت اچانک جس وقت کہ توبہ کی بھی مہلت نہیں ملتی

وقوع موت میں نیک و بد سب برابر ہیں مگر انجام میں یکساں نہیں

ایک فاسق، فاجر، مومن، شہید، ولی اور نبی وقوعِ موت میں اگرچہ سب برابر ہیں موت سب کے لیے مقدر ہے۔ مگر انجام میں مختلف ہیں۔ موت کے وقت اور موت کے بعد ہر شخص کے اعمال کے مطابق اچھا یا برا سلوک ہوتا ہے۔ عدل و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پورا کرتے ہیں۔ قرآن و احادیث کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی روح کو پرواز کرتے ہیں اسے جنت اور اس کی نعمتوں اور رضوانِ الٰہی کی بشارت دی جاتی ہے اور اس کی روح بکمال انبساط بدن سے کوچ کر جاتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔ کیوں کہ دنیا مومن کے قید خانہ ہے۔ اور موت ہی اس قید خانے سے آزادی کا پروانہ لے کر آتی ہے۔ بخلاف ایک کافر کے کہ دنیا ہی اس کے لیے بہشت ہے کیونکہ وہ دنیا میں آخرت سے بے پرواہ آزاد اور گمراہ ہوتا ہے۔ نفس کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے اور عیش و عشرت کی زندگی گزارتا ہے۔ موت ایسے شخص کے لیے اس کی تمام خوشیوں کو غارت کر دیتی ہے۔ لہٰذا وہ موت سے ڈرتا ہے۔ اور بھاگتا ہے۔ فرشتے ایسے نافرمان اور سرکش انسان کی روح نہایت سختی اور درشتی سے نکالتے ہیں۔ اور مرنے کے وقت ہی اس کے اعمال کی پاداش میں اسے جہنمی ہونے کی اطلاع دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ناہنجار و نافرمان انسان موت کا ذکر بھی سننا پسند نہیں کرتا لیکن وہ موت سے کتنا بھی گریز کرے موت سے کہاں بھاگ سکتا ہے؟ لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا (المنافقون) اللہ تعالیٰ ہرگز کسی انسان کو مہلت نہیں دیتا جب کہ اس کی موت کا مقررہ وقت آ جاتا ہے۔

ے موت اس سے بھی ملاقات کرے گی اک دن موت کا نام بھی سننے کو جو تیار نہیں

اچانک موت مومن کے لیے راحت اور اللہ کے نافرمان کیلئے باعث زحمت ہے

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ الْفَجْاءَةِ رَاحَةٌ لِلْمُؤْمِنِ وَاَخْذَةُ اَسِفٍ لِلْفَاجِرِ (کنز ۱۵ ص ۶۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچانک موت مومن کے لیے راحت اور اللہ

کے نافرمان کے لیے حسرت کا سبب ہے۔ اچانک موت سے مومن طویل بیماری کی تکلیف سے بچ جاتا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک فاسق، فاجر اور کافر کو اگر دفعۃً موت آتی ہے تو اسے توبہ اور اپنی اصلاح کی مہلت بھی نہیں ملتی۔ ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُحْفَۃُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ (الطبرانی والحاکم) مومن کے لیے دنیا کے تمام مصائب و آرام کے خاتمے کا ذریعہ موت ہی ہے اور اس کی سب سے بڑی خواہش دیدارِ الٰہی ہے۔ جس کے لیے موت کے دروازے سے گزرنا ازبس ضروری ہے۔ اللہ جل جلالہ کی رحمتِ بے پایاں سے ہمیں قوی امید ہے کہ عزیزی عبدالمجید اصلاحی کو دمِ موت یہ خوشخبری یہ دلنواز بشارت مل گئی ہوگی۔ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ○ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ○ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (الفجر)

قارئینِ کرام سے عاجزانہ التماس ہے کہ متوفی کے لیے دردِ دل سے دعا فرما کر مشکور فرمائیں اللہ پاک اُن کے سیات سے درگزر فرمائے۔ حسنات قبول فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اپنے لازوال انعامات سے سرفراز فرمائے۔ ہم سب کا ایمان پر خاتمہ کرے آمین یا الٰہ العالمین

عبدالرحمٰن صاحب عاجز مالیر کوٹلوی ۱۶ مارچ ۸۵ء

بقیہ :- مومن، کافر، منافق

کھڑے ہوتے ہیں۔

سن بھی لیں تو تحقیر کرتے ہوئے علماء سے کہتے ہیں ہمیں تو کچھ سمجھ نہیں آیا تمہیں کچھ سمجھ آیا۔ قالوا للذین اوتوا العلم ماذا قال آنفا اس کے بعد فرمایا اللہ نے انہی کے دلوں پر مہر لگائی اولئك الذین طبع اللہ علیٰ قلوبھم واتبعوا اھواءھم (پ۲۶ محمد ع) اللہ نے جو کتاب اتاری اس سے کراہت کرتے ہیں۔ کرھوا ما نزل اللہ (ایضاً ع)

ان کے دل کی یہ کیفیت ان کے اعمال کا نتیجہ ہے خارج سے ان پر مسلط نہیں کی گئی بلکہ ان کے اپنے اندر سے ابھری ہے، چنانچہ فرمایا: بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون ○ (پ۳۰) بلکہ ان کے دلوں پر زنگ باندھا ہے اس چیز نے کرتے وہ کماتے۔ اب فرمایا، دل ہیں سمجھنے سے قاصر آنکھیں ہیں۔ دیکھنے سے عاجز کان ہیں سننے سے عاری بس سمجھ لیجئے کہ وہ جانور ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا ط اولئك کالانعام بل ھم اضل (پ۹ - اعراف ع۲۲)